بسم اللہ الرحمن الرحیم
الٰہی خیر گردانی بحق شاہِ جیلانی
عالم پہ درخشاں ہے فیضان حفیظ کا ** دنیا میں بٹ رہا ہے صدقہ نقیب کا
چراغ حفیظ
باہتمام سجادہ نشین صوفی ہدایت اللہ شاہ مدظلہ العالی
مؤلف حافظ اکبر القادری حفیظی

بسم الله الرحمن الرحيم

الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی

نام کتاب	چراغ حفیظ
مؤلف	حافظ اکبر القادری حفیظی
پروف ریڈنگ	صوفی غلام مصطفیٰ شاہ صاحب حفیظی 0300-7376814
صفحات	27
ناشر	مکتبہ فیضان حفیظ چک 4/MR مخدوم رشید ملتان
کمپوزنگ	ساجد کمپیوٹرز پل شوالہ ملتان 0300-7190232
پرنٹنگ	الیاس عالم وٹو پرنٹرز پل شوالہ ملتان 0321-7872852

اظہار تشکر

میں اپنی کاوش کو حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نام کرتا ہوں۔ جنہوں نے بندہ ناچیز کی ظاہری، باطنی اور روحانی سرپرستی کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خالق کائنات صرف ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپؐ کے بعد رہتی دنیا تک کوئی نبی یا رسول نہ آیا اور نہ آئے گا۔ وہ ایسی ذات بابرکات ہے جس پر فرشتے بلکہ خود قادرِ مطلق درود بھیجتا ہے۔

درود و سلام ہو آپؐ پر آپ کے صحابہ کرام، آل اور تمام امت مسلمہ پر، شکر ہے اس ذات پاک کا جس نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں نے اولیاء کرام، صالحین کے بارے میں جو کچھ سیکھا ہے اس کو لکھوں اور یہی کاوش رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بارگاہ میں قبول ہو۔

میں شکر گزار ہوں باباجی حضور حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا کہ ان کی تربیت اور سرپرستی نے مجھے اس لائق کیا مزید میں شکر ادا کرتا ہوں حضرت صوفی ہدایت اللہ شاہ دامت برکاتھم العالیہ سجادہ نشیں آستانہ عالیہ سرپرست مکتبہ فیضان حفیظ کہ ان کی خاص توجہ و کرم نوازی، ہدایت اور سرپرستی سے بندہ اس عظیم کام کو تکمیل میں لا سکا۔ سلسلہ عالیہ حفیظیہ، نقبیہ، جہانگیریہ کے تمام بھائیوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس کاوش کو قبول کیا اور میری رہنمائی فرمائی۔ اُمید ہے کہ آئندہ بھی میری دلجوئی فرمائیں گے۔ تاکہ ہم سب مل کر مکتبہ فیضان حفیظ کو حقیقی فروغ دے سکیں۔

براہ کرم اس میں کسی قسم کی غلطی پائیں تو فوراً اطلاع فرمائیں۔ (انشاء اللہ) اگلے ایڈیشن میں تصیح کر دی جائے گی۔

طالب دُعا

حافظ اکبر القادری حفیظی

حق کیا ہے؟

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا

(ترجمہ) جس نے دیکھ لیا سو اپنے لئے جو اندھا رہا اس کا وبال اس پر

اے مسلمان مصائب حوارث دنیا کو دیکھ اور اپنی آنکھیں کھول اگر اب بھی تو خواب غفلت سے نہیں اُٹھا تو باطل تجھے اپنے پنجوں میں دبوچ لے گا باخبر خمار سے نکل کروٹیں بدلنا چھوڑ دے اپنے اخلاق کی کسوٹی کو پرکھ، تعصب پرستی کی گھنگھور گھٹاؤں کو حکم اللہ کے ماہتاب سے مات دے رسم ورواج کی پاؤں پڑی زنجیر کو توڑ دے جہالت اور تقلید تیری گردن پر سوار نہ ہو عقل کے زنگ کو دھو ڈال حق کی طرف آ، سچ کی طرف آ، میرا دیدہ و بینا رب تو تیرے انتظار میں ہے آ کہ اس سے پہلے توبہ کے دروازے تم پر بند ہو جائیں، اگر تجھے حق کی تلاش ہے تو آ میں تجھے بتاؤں کہ حق کیا ہے حق اگر ریاضت و پارسائی سے حاصل ہوتا تو شیطان کو ہوتا۔ اگر علم اور فضیلت سے حق حاصل ہوتا تو بلعم باعور کو ہوتا۔ اگر مال دنیا کی کثرت سے حق حاصل ہوتا تو قارون کو ہوتا اگر جہالت سے حق حاصل ہوتا تو ابوجہل کو ہوتا ''حق'' حق تو محبت واخلاص سے حاصل ہوتا ہے جس نے اصحاب کہف کے کتے کو ان اصحاب میں داخل کر دیا۔ ارے بے خبر خود کو پہچان حق کو پہچان لے گا۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ، فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ،

(ترجمہ) جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آبحیاتی ہو
شوق دا دیوا بال اندھیرے مت لبھے وست کھڑاتی ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں حق دی رمز بچھاتی ہو

(سلطان باہو)

روحانیت (تصوف) کی دنیا

تصوف کی دنیا کیسی دنیا ہے جہاں بلال انگاروں پر لٹتا ہے۔ رسم ابراہیمی ادا ہوتی ہے۔ آگ کی حدت سے زیادہ تمازت محمد رسول اللہؐ کے نعرہ میں ہوتی ہے۔ جہاں اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) قرن کو اپنے ایثار سے شہرت دیتا ہے۔ اس دنیا میں کرب و بلا کے تپتے صحرا بھی آتے ہیں اور سر کٹوا کر رب جلیل اور محمد ﷺ کے نام کی لاج رکھنے والوں کی قربانیوں کی سچی داستان بھی ہمیشہ کیلئے زندہ و جاوید ہو جاتی ہے، یہ تصوف کی دنیا بھی عجیب ہے پر اسرار ہے۔ سائنسی علوم، سحر و ساحری کی دنیا بھی اس دنیا کے سامنے ششدر ہو جاتی ہے۔

تصوف کی حقیقت

آج کے جدید دور کے جدید علوم ظاہری (دینی و دینوی) کی روشنی میں اکثر بیشتر اعلیٰ تعلیم یافتہ جدید عالم و فاضل حضرات علم تصوف اور طریقت کو دین اسلام سے ماوراء سمجھتے ہیں حالانکہ علم تصوف و طریقت دین اسلام کا ایک لازمی جزو ہے اور دین اسلام اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ تصوف کے اشتقاق کے بارے میں مختلف آراپائی جاتی ہیں بعض علماء ریاستیں کے نزدیک تصوف ''الصفا'' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی اُجلا اور پاک وصاف کے ہیں کچھ صاحبان علم کا خیال ہے کہ تصوف ''الصفو'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''اخلاص'' کے ہیں بعض سمجھتے ہیں کہ یہ ''الصّف'' سے نکلا ہے جس کا معنی اُونی لباس اور ''یکسوئی'' کے ہیں بعض لوگ اس کا تعلق ''بنوصفہ'' اور اصحاب صفہ سے جوڑتے ہیں۔ نیز ایک خیال یہ بھی ہے کہ تصوف ''الصّف'' سے متعلقہ ہے کیونکہ اہل تصوف کے قلوب وارواح بارگاہ الٰہی کے اندر صف اول میں پائی جاتی ہے مندرجہ بالا تمام الفاظ جن سے ''تصوف'' کا تعلق بیان کیا گیا ہے اگر ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقتاً ان سب کا تعلق باطن کی پاکیزگی و صفائی اور اخلاص سے ہے۔

تصوف و روحانیت انسان میں چھپے ایسے کمالات کا نام ہے جو عیاں ہوں یا اسے پوشیدہ رکھا جائے۔ بصورت مہک نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ تصوف فکر و شعور کو پختگی اور زندگی دیتا ہے اس کا مسکن ہر جگہ ہے مگر جو دل سے محسوس کرتے ہیں یہ ایک ایسی زندہ کیفیت اور حقیقت پر مبنی طبع طرح کا نام ہے جو محرم کو نامحرم اور نامحرم کو مسلسل تشنگی کا احساس دلاتی رہتی ہے رب کی پہچان اور اسکی مخلوق خدا میں ظہور ہونے کی تمام تر مناطق صرف اس تصوف ہی کے

ادراک میں سما سکتے ہیں۔

دراصل تصوف وروحانیت ایک کیفیت سے کہیں بڑھ کر خودی کو پہچاننے سے لیکر ذات تبارک وتعالیٰ میں فنائیت سے ہوکر ایک نرم وگداز، متحمل، رحیم، کریم، مشفق ومحسن اور ایسی اعلیٰ خصوصیت کا نام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ماننے سے کہیں بڑھ کر اللہ کی ماننے پر اعتقاد رکھتی ہے جس نے مانا اس نے جانا اور جس کو رب نے اپنے فضل سے غنی کردیا اس نے فلاح پائی۔ تصوف، معرفت وحقیقت کی ان پوشیدہ اصناف کو بندے پر کھولا ہی اس وقت جاتا ہے۔ جب وہ عین الیقین اور حق الیقین کی سرحدوں کو عبور کرتے ہوئے مقام حیرت میں داخل ہوجاتا ہے تصوف عقل رکھنے والوں اور سوال کرنے والوں سے ہمیشہ بالاں رہی اور علم کے متلاشیان اور اہل قلب کی گرویدہ یوں جس نے پانا چاہا محبت وعشق سے سرخرو ہوا۔ اور جس نے طلب کی عقل ودانست سے، وہ عقل کی تہہ درتہہ مناطق میں کھویا رہا عشق والا اپنی منزل پر پہنچا اور عقل والا ابھی رفت سفر کا ارادہ کررہا ہے ہر دور میں تصوف اپنی مختلف صورتوں میں موجود رہی ہے یہی وہ پوشیدہ قوت ہے جس نے انسانیت میں اس کی اصل کو زندہ رکھا ہر میدان میں شیطان کو مات دی اور رحمٰن کی ذات کو دلوں میں بطریق احسن وکمال عیاں رکھا اس کی بنیادوں کو دوام دیا اور حق کو اپنی مخصوص پہچان سے نمایاں رکھا۔ تصوف انسانیت کے لئے ایسی آب حیات ہے کہ جس نے چکھا اس نے لذت لی اور جس نے چکھا ہی نہیں وہ محروم رہ گیا۔

صوفیاء اور فقراء ایسی صفات کے امین ہوتے ہیں جو زمانہ میں ہمیشہ ان کی شخصیت کو نمایاں رکھتی ہیں جن میں ایک معمولی سی صفت راہ سلوک کے مسافر اور طالب کو عالم ظاہر سے عالم ظاہر میں محوِ سفر رکھنا ہوتا ہے وہ اپنے رب سے گزارش کرتا ہے اس کا رب اس کو دیکھتا ہے اسے رب کے سوا کچھ اور درکار نہیں ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو اپنی صفات سے فیض عطا کرتے ہوئے ان کی ذات میں ظہور پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی ذات اور طبع اس عمل ظہور سے لطیف سے لطیف تر ہوتی ہی جاتی ہے اور ہر لحظہ نئی شان اور نئی آن سے جلوہ افروز ہوتی ہے۔

تصوف مفروضات پر قیام نہیں کرتی بلکہ اہالیان تصوف کے اقوال مقالات کے علاوہ اہل نظر کے باطنی کمالات اور عقیدہ ویقین کی قوت کا نام ہے۔

تصوف ایک ایسی کتاب ہے جس کے ہر لفظ میں ایک دنیا آباد ہے آپ کسی بھی ایک لفظ کے معنیٰ و

مفہوم اور اس کے اندر چھپے ہوئے کروڑوں اثبات پا سکتے ہیں۔ مگر عمر کم ہے۔ ہمیں ایک ایسے عمل مسلسل کی ضرورت ہے جو وقت اور فاصلہ کی قید سے آزاد ہمیں خالق حقیقی کے نظام سے منسلک کرے تو وہ ایک ہی راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فقراء ایسے بااختیار اور باصفا ہوتے ہیں کہ مکاں ولا مکاں، عرش وفرش، معرفت وحقیقت ان کے سامنے حکم کی تعمیل کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ آسمان ان کے ارادے پر رحمتوں کی بارش کرتا ہے۔ اور ہوائیں ان کے اشاروں کی منتظر ہوتی ہے۔ تقدیر زندگی ان کے معمولی اشارے میں اپنی رُخ تبدیلی کر لیتی ہے یہ بھی تصوف ہے۔

موجودہ دور میں تصوف مرہون منت ہے ایک ایسے فقیر کی جو اس کی اہمیت کو اجاگر کردے، حق کو عیاں کردے اور باطل کو پریشان کردے اور اب یہ منزل کچھ بھی دور نہیں ہے۔ کہ قائد ملت۔ جانشین حفیظ جگر گوشہ حفیظ، پیر طریقت، رہبر شریعت، منبع فیوض وبرکات حضرت بابا صوفی ہدایت اللہ شاہ قادری سہروردی ابوالعلائی، نقشبندی، چشتی، جہانگیری اس مشن کی سرپرستی فرما رہے ہیں ہماری دُعا ہے کہ آپ کامل صحت کے ساتھ اللہ و رسول کا عطا کردہ یہ مشن سرانجام دیتے رہیں (آمین)

اب دل کی آنکھیں کھول دے

جو اس کے ہوئے اسی کے ہوئے وہی تو ہے مظہر الٰہی جنہوں نے بندگی کے سارے آداب' عاجزی' انکساری فروتنی حتی کہ تن من دھن لٹا دیے۔ روح کو اس کی بندگی کے تقاضوں کی راہ میں بچھا دیے۔ یہ اہل تصوف تھے۔ یہ صوف پوش تھے۔ یہ صوفی یہ درویش اسلام کے مبلغ جن کے ہاتھوں میں اسوہ حسنہ کا ید بیضا تھا۔ تلوار نہیں تھی حق کی زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا پیغام سناتی تھی جنہوں نے اپنی زندگی کو اسی آقا کے رنگ ڈھنگ میں ڈھالا تھا جنہوں نے گالیاں و پتھر کھا کر مارنے والوں کیلئے دُعائے خیر کی تھی۔ یہ صوفی یہ درویش دنیا بھر میں اسلام کے ایسے سفیر تھے جنہوں نے آقا کا پیغام سنایا۔ نامرادوں کو بامراد کیا۔ کفرو شرک کے دلدلوں سے نکال کر توحید پر چلنا سکھایا امن وسلامتی کا درس دیا جنہوں نے دنیا و آخرت بنانے کے

گرِ سکھائے یہ درویش یہ صوفی نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشعر ساری دنیا میں موجود ہیں ان کے مقابر ان کے مرقد بھی نورِ اسلام کی کرنیں پھیلا رہے ہیں۔ یہ مشائخ عظام یہ اولیاء اللہ ہر اسلامی غیر اسلامی ملک میں موجود ہیں یہ محمدی ﷺ قندیلیں ہیں۔ یہ احمد ﷺ کی تشخیص ہیں کہیں بختیار کاکی، سلطان باہو، بابا فرید الدین گنج شکر، سید علی ہجویری، رکن الدین عالم، میاں حسین زنجانی، کہیں داؤد بندگی، نظام الدین اولیاء، معین الدین چشتی کہیں بلھے شاہ کہیں عنایت قادری اور کہیں حضرت خواجہ خواجگان سلطان العارفین والعاشقین وارث علوم النبین الفانی فی الذاتِ سبحانی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ یہ مبلغان توحید و رسالت اپنے مقابر سے بھی راہ ہدایت پر چلنے کی صدا دے رہے ہیں۔ ہجوم عاشقان ان کی ولایت ان کی عظمتوں، ان کے وقار اور قرب الٰہی کی ظاہری و باطنی دلالت ہیں۔ یہ گروہ پاک بازاں پاک طنیت عاشقان جنہوں نے مخلوق خدا کو خالق کے در پر جھکنے کا سلیقہ دیا جنہوں نے بندوں کو معبود کیلئے بندگی کا عملی درس دیا ابد تک پیغام ہدایت دیتے رہیں گے۔ انشاءاللہ

عروجِ ولایت

جاننا چاہیے کہ تصوف اور معرفت کا اصول اور بناءِ ولایت کے ثابت کرنے پر ہے تمام مشائخ کرام اس کے ثابت کرنے کے حق میں متفق ہیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی عبارت میں اس کا بیان کیا ہے اسی معمول پر میں بھی یہ مختصر سا ایک فصل لایا ہوں۔ جس طرح انسانیت میں کمالات ظاہری ہیں اسی طرح باطنی کمالات بھی ہیں۔ ان باطنی کمالات میں سے ایک کمال ولایت ہے جس کو قرآن و حدیث کی رو سے میں نے ثابت کرنا ہے۔

ولایت کا مفہوم

لغوی معنی

دوستی۔نزدیکی

اصطلاحی معنی

وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کی بقدرِ طاقت بشری ذات وصفات کا عارف یعنی جاننے والا ہو۔(کنزالتعرفات)

ولایت قرآن کی روشنی میں

۱۔ یاایھاالذین اٰمنوُ وَابتَغوُ اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ وَجَاھِدُوُافِیُ سَبِیُلِہ لَعَلَکُمُ تُفُلِحُوُنُ

ترجمہ اے لوگوں جو ایمان لائے۔اللہ سے ڈرواور اسکی طرف سے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کروتاکہ تم فلاح پاسکو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھ تک پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔ یہ اولیاء وسیلہ ہی تو ہیں۔جن کے ذریعے ہمیں خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کے ذریعے ہم خدا کو پاتے ہیں۔

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہیں ملتا اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

۲۔ الاان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

خبردار بیشک اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔اللہ تعالیٰ کی شانِ کہ اولیاء اللہ کا ذکر گیارہویں پارے اور گیارہویں ہی رکوع میں فرمایا ہے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اولیاء اللہ کی گیارہویں شریف بھی بڑی پسند ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین حق وہ ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں۔تفسیر ''ابن کثیر''

میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان ویقین ہو جن کا ظاہر و باطن تقویٰ اور پرہیز گاری میں ڈوبا جتنا تقویٰ ہوگا اتنا ہی درجہ ولایت بلند ہوگا ایسے لوگ بالکل نڈر اور بے خوف ہوں گے قیامت کے دن کی وحشت ان سے دور ہوگی اور وہ غمگین نہ ہوں گے اور دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انہیں افسوس نہیں ہوتا۔
دوسرا یہ کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ مخلوق کے منہ سے اس کو ولی کہلایا جائے لوگ اس کو خود ولی اور جنتی کہیں ولی کی قبولیت فی الخلیق مقبولیت خالق کی دلیل ہے۔ تیسرے یہ کہ نبوت تو ہمارے رسولؐ پر ختم ہو چکی مگر ولایت آپکی امت میں قیامت تک رہے گی اولیاء اللہ ہمیشہ آتے رہیں گے۔ کیونکہ ان کا پیدا ہونا اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے جس شاخ پر پھول اور پھل لگیں اس کی جڑ زندہ ہوتی ہے۔ اور اس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہوتا ہے۔ قابل غور

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

۳۔ **واعلموا ان اللہ مع المتقین**۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے ہمیشہ ساتھ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی یا اللہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے کسی مقبول ولی کی زیارت کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ تمہیں اس جگہ ملے گا جہاں دو سمندر اکٹھے ہوتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لیا اور سفر فرمایا۔ نبی اللہ، ولی اللہ کو ملنے جا رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نبی کا ہر فعل امت کی تعلیم کیلئے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ولی اللہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی سنت ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے خضر علیہ السلام کو پالیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

۴۔ **فَوَجَدَ عَبْدً مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰہُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔**

ترجمہ توانہوں نے میرے مقبول بندے کو پالیا جسے ہم نے رحمت اور علم لدنی سے نوازا ہے۔

ولایت حدیث پاک کی روشنی میں

ا۔ قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ مِنۡ عِبَادِ اللّٰہِ لَا نَاسٌ مَّاھُمۡ بِاَنۡبِیَاءِ وَلَاشُھَدَآءِ یَغۡبِطُھم الانبیاءِ وَالشُّھَدَآء یَوۡمَالقِیٰمۃ بِمَکانِھِمۡ مِنَ اللّٰہِ قَالوۡ یا رسول اللہ تُخۡبِرۡنَا مِنۡھُم قَالَ ھُمۡ قَوۡم تَحَاسُو بِرُوۡحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیۡرِ اَرۡحَام بَیۡنَھُمۡ وَلَا اَمۡوَال یَتَعَاطَوۡنَھَا فَوَ اللّٰہِ اِنَّ وُجُوۡھَھُمۡ وَاِنَّھُمۡ اَمَلٰی نُوۡرٌ وَاِنَّھُمۡ اَمَلٰی نُوۡرٌ لَا یَخَافُوۡنَ اِذَاخَافَ النَّاسِ وَلَا یَحۡزَنُوۡن ط

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولؐ نے تحقیق اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں اور نہ ہی وہ شہید ہیں لیکن انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے مرتبے کو دیکھ کر رشک کریں گے کہ ایسا کمال کا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یا حبیب اللہ آپ ہمیں بتائیں کہ وہ لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ قوم (اولیاء اللہ کی جماعت) ہے کہ آپس میں محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے رحمت کیلئے اسلام کیلئے قرآن والوں سے محبت کرتے ہیں بغیر کسی رشتے داری کے، بغیر کسی دنیاوی فائدے کے جیسے کہ وہ آپس میں لین دین کر کے حاصل کریں۔ پس خدا کی قسم تحقیق ان کے چہرے نورانی ہیں اور تحقیق وہ البتہ نور والے ہیں۔ جب لوگ ڈریں گے تو وہ نہیں ڈریں گے۔ اور جب لوگ غمناک ہوں گے ان کو غم نہیں ہوگا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ **الاان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**

حدیث پاک میں ہے

۲۔ من اذی ولیا فقد استحل محاربی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے ولی کو تکلیف دی تو بے شک یہ اس کی میرے ساتھ جنگ ہے۔

۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے میں اسے اعلان جنگ کرتا ہوں اور فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میرے قریب

ہونا چاہتا ہے تو فرائض ادا کرنے کے بعد ہمیشہ نفلی عبادت کے باعث میرے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست (ولی) بنالیتا ہوں جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن کانوں کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن ہاتھوں کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن پاؤں کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں (بخاری شریف)

کئی اولیاء کی ظاہری حالت دگرگوں ہوتی ہے کپڑے پھٹے پرانے ہوتے ہیں سر کے بال بکھرے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۴. رَبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْع بِاالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَا بَرَّه

''بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوتے ہیں اور دروازوں سے دور کئے جاتے ہیں مگر شان یہ ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کردیں تو اسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح ان کی زبان سے نکل جاتا ہے محدثین کرام نے اس حدیث کے دو مطلب بیان فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ وہ کہہ دے ''خدا کی قسم یہ کام اسطرح ہو جائے گا۔ یا یوں کہے یا اللہ! تیری ذات کی قسم یہ کام اس طرح کردے تو وہ اسی طرح ہو جاتا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

۵۔ حدیث قدسی ہے۔ اے بندے میں تجھے اللہ والا بنادوں گا۔ پھر تو جس چیز کو کہے گا۔ کہ ہو جا! وہ ہو جائے گی۔ (مفہوم حدیث پاک)

ہزاروں مریدین کے دلوں کی دھڑکن روشن راہوں کے رہنما و سالک اِسی ماری دور میں

روحانیت کی شمع پرانوار مردِ باکردار

حضرتِ خواجہ صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

قادری، سہروردی، ابوالعلائی، نقشبندی، چشتی، صابری، جہانگیری، نقیبی

بڑا مشکل ہے خود اپنا محاسبہ کرنا اور پھر اپنے محاسبہ کی کڑی دھوپ میں ریاضت کے میدان میں اپنے اردگرد بکھرے پریشان ترساں ولرزاں فریاد کناں افراد کیلئے رحمت کی بارش کی دُعا کرنا اور بقول میاں محمد بخش دھکے دینے والے تو بہت ملتے ہیں لیکن ہاتھ پکڑنے اور تیرانے والا کوئی نہیں ملتا'' اسکی مثال بننا ہر بندہ کا کام نہیں یعنی پیرومرشد کی مسند پر پہنچنا کارے ہر کسے نیست اس سائنسی اور مشینی دور میں روحانیت بمنظرِ ظاہر نظر نہیں آتی مگر جو بندہ اللہ کا ہوا رسالت مآبؐ کی غلامی کا حلقہ جس کے گوشہائے حق نیوش میں پڑا اور گدائے درِ غوث کی سعادت جس کے حصہ میں آئی وہ بندہ بندہ خاص ہوا اور جو بندہ خاص ہوا پیر اولیاء سے اُسے عوام میں سندِ قبولیت مل گئی حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اللہ کے ایسے ہی نیک بندے ہیں جنہیں رسالت مآبؐ کے غلام اور گدائے درِ غوث ہونے کا شرف حاصل ہوا یہ سب کچھ کیسے ہوا اصل بات تو نگاہ کی ہے مگر نگاہ بھی اسی پر پڑتی ہے جسے آداب کمالِ بندگی کا سلیقہ آتا ہو جو بندہ ہو جس کی تمام تر بندگی معبود کیلئے ہو اور جب بندہ معبود کی رضا و آگہی کے روزن میں اپنا عکس دیکھے تو پھر بندہ اور معبود میں من وتو کا زاویہ اور فاصلے ختم کیونکہ وہ بندہ حاصلِ نورِ بصیرت، پیکر حقانیت، ضامنِ اسرارِ ایمان، شاہین نظر، سرچشمہ رُشد وکرم پیکر اخلاص، عالی ظرف، شبنم خصال، سرتاپا ایثار، شمع حق، داعیِ حق، مبلغ اسلام، متاعِ افتکارِ مریدین، شہسوار حریت، نگارِ زندگی کی شوکت، سربکف مسلک جس کا کہ چشم روشن کہ تیرگی جہاں و مریدان ایک نگاہ سے دور ہوا ایسا پاسبانِ ملت، راہرو طریقت، زاہد شب بیدار دین، گردوں وقار تاجدارِ معرفت آموزگار آگاہی ہوتا ہے۔ حضرت بابا حفیظ اللہ شاہ بھی حق تعالیٰ کی عنایات سے رسالت مآبؐ کی سرفرازی سے حیدر کرار کی نگاہِ قلندری سے غوث الاعظم کی عطاء ولایت سے بندگی کے اس ممتاز مقام پر فائز ہیں جن کے ہر لفظ کے ہر بات

کے ہر قول کے بارے میں کہا جا سکتا ہے بلاشبہ ہر لفظ تراحقائق کا گوہر ہے اور تو حاصل اوصاف اسلاف جلیلہ ہے اے مردِ درویش ۔متقی ہے تو مسعود ہے تو صفات و مباہات مومنانہ کا پیکرِ بے مثل ہے تو اے مردِ قلندر تیرا وجود قوم کیلئے محترم و عالی مقام ہے کہ بے گماں تیرا انصاب مصارف ہے صاحب علم و عرفان ہے تو اور ہم ہیں بے نوا خاک وز مین حریت کی رزم گاہ میں تو امام عزیمت ہے۔

اے سید! داعیِ حق ہے تو اے درویش تیری تبلیغ سے ظاہر ہو گیا کہ مرد وہی ہے جو طلبگار حق ہے اور جو طالب دنیا ہے وہ ہیجڑا ہے کہ رقص بے ہنگم کرتا پھرتا ہے اِدھر سے اُدھر حطامِ دنیا کیلئے اور جو مردِ حق ہے وہ سجدہ ریز ہے زمین پر مگر کھڑا ہے آسمان پر کہ جو بھی طالب حق ہوا بر حق ہوا کہ نزدیک اس کے نہ آسکی جہالت و تیرگی اور کمال ہے یہ اللہ کے اس نیک بندہ کا ولیٔ دوراں کا کہ حق کی رضا رسول کی عطا اور بخششِ غوث سے اے مرشدِ باصفا سینکڑوں بدعقیدوں کو، سکھوں کو تثلیث کے پجاریوں کو تو نے اسلام کی وسیع چاردیواری میں الوہیت کے قلعہ میں داخل کر دیا اور سینکڑوں لوگوں کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ بنا دیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا انداز سکھا دیا۔ تیرے توصل سے ہی ہم نے اپنے آپ کو پہچانا۔ اے مرشدِ باوفا کہ، آج جہاں میں غوث الاعظم کے صدقہ میں تیری نگاہِ باکرم کے ارتکاز سے تیرے ہزاروں مریدان باصفا ہیں یہ تعداد ہزاروں میں اسلئے ہے کہ اے مردِ کامل تو عزیز بنگاہِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ولی کائنات ہوا۔ اور جو ان کو عزیز ہوا عزیز جہاں ہوا۔

اے مردِ کامل! اے درویش اکمل سید بابا حفیظ اللہ شاہ جو ایک بار تیری نگاہ کے روبرو ہوا۔ اسیر ہوا، اور تو اللہ عزوجل، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث الثقلین کے صدقے ہر وبا میں ہر مشکل میں اس کا دستگیر ہوا۔ اے قطبِ دوراں آج پورے ملک میں تیرے چاہنے والے تیرے مریدین تجھ پر نثار کہ تیری محبتوں وشفقتوں سے جن کا بیڑا پار ہوا۔ کہ اس دورِ مادیت میں تو روحانیت کا امیر بحر ہے کہ مادی بیڑوں کو ساحل روحانیت دکھاتا ہے تو اور خواہشات کی بپھری متلاطم موجوں سے نکال کر کناروں پر پہنچاتا ہے تو اے وقت کے روحانی پیام بر کہ آج غوث الثقلین کی روحانی نمائندگی تیرے سپرد ہے اور تو آقا کی تقلید میں ڈوبوں کو ساحل پر پہنچاتا ہے۔

پھڑ مرشد پاک دی بانہہ تے ڈوبے ہوئے تر جاؤ گے

اے پیر کامل

تیرا قول ہے کہ نماز پڑھ لیکن ایسی نماز جس میں مومن کو دیدارِ الٰہی حاصل ہو۔کلمہ پڑھ لیکن قلب سے کہ کلمہ سے قلب ڈھل کر شیشہ بن جائے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچانا بس اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

قرآن مجید، فرقان حمید میں یہ بھی ہے کہ مومنین کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ایسا شیشہ کہ نظارے سامنے ہوں بھید کھل جائیں۔سریت، اسرارِ کشف ہو اور بندہ کا شف ہو جائے۔کلمہ کی حقیقت سے آشنائی ہو۔ رب کی پہچان ہو اور رب کو پہچاننا جہاد ہے اگر خود کو پہچان لیا تو رحمان کی پہچان ہو جائے گی تابعداری کا سبق عملی طور پر سیکھ شیطان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دے کہ جب تک تو شیطان کو نہیں دیکھ پاتا جہاد کے قابل نہیں ہوسکتا اور جہاد کے بغیر مجاہدہ نہیں ہوسکتا۔مجاہد کیسے کہلا سکتا ہے اے بندے!اور اے پیر کامل یہ بھی تیرا فرمان ہے کہ جب پہچان نہیں ہو گی رحمان سے تو پھر بندہ بندگی سے آشنا نہیں ہوسکتا اور تابعداری کیسے ہوسکتی ہے بندہ تابع فرمان سے رحمان کی اور فرمایا پیرِ کامل تو نے۔

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا　　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہ فاتبعو فی یحبکم اللہ

اے نبی آپ کہہ دیں اگر تم سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ

میرے مرشد کی عظمت پہ لاکھوں سلام　　　(حافظ اکبر قادری)

بندۂ عشقِ شدی ترک کہ ازیں راہِ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ)

آؤخالی نہ جاؤذکرالٰہی سے جھولیاں بھر جائیں گی

جس نے سبق عشق یاد کرلیادل کی گہرائیوں سے اپنا آپ مٹالیا۔من کوتو میں اورتو کومن میں سمودیا کہ مَن تُو شدم تومَن شُدی کی کیفیت ہوگئی پھر کیسے چھٹی ملے کہ جوقطرہ تھاوہ سمندر میں جاگرااب واپس کہاں سے آئے بندہ تھا جو معبود میں سما گیا پھر بندہ کہاں رہا؟اوررہاتو تعجب وحیرانی اوررہی تو اک بیخودی جس سے اُبھرا کلمہ ''اناالحق'' جو ہے وہی ہے باقی اس دنیا میں مافیہا میں کچھ نہیں

فرمان ہے تیرا پیر کامل کہ تھیوری پریکٹیکل کی محتاج ہوتی ہے

میرے ناقص علم نے اس بات کی تصدیق کردی کہ تیرا فرمان درست ہے۔کہ تھیوری تو عشق نبیؐ کی کفار پربھی ظاہر تھی مگر پریکٹیکل کیا بلال نے کہ کوئلوں اورانگاروں پرلیٹایا گیامگراس کے بعد جس منزل پر بلال پہنچاواپس لوٹایانہ جاسکا۔دنیاوالوں نے ان پرستم کیا،دکھ بے حساب دیے طرح طرح کی تکلیفیں دیں صرف ایک حرف عشق محمدؐ کامفہوم سمجھ میں آیاعذابوں کے بے حساب دکھ اسے بھول گئے اوررہاتو صرف ایک حرف یاد رہااے میرے آقا تیرے جیسااس جہاں میں کوئی نہیں۔

ثانی نہ کوئی میرے سوہنے نبی لجپال دا میں لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

مختصرحالات زندگی

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ابتدائی دور

امام ارباب طریقت،پیشوا،اولیائے اہل حقیقت،واقف رموزشریعت،شمس العارفین سراج السالکین حضرت صوفی باباحفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ اہل بصیرت کے مقتدااوراس گروہ کے ان اکابراولیاء میں سے ہیں

جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا اور اس اعتبار سے آپ کو امتیازی حیثیت اور منفرد شہرت حاصل ہے آپ کا پورا نام حضرت خواجہ صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ قادری سہروردی ابو العلائی نقشبندی چشتی صابری نظامی جہانگیری نقیبی ہے آپ نے یہ سارا فیض مشہور و معروف بزرگ حضرت بابا نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گلستان سے حاصل کیا اور پھر جس نے بھی اس شاداب چشمہ سے روحانیت کا مقدس اور شیریں گھونٹ پیا قدرت نے اس پر رحمت کے جھڑی لگادی اور آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے ملتان کے اطراف و اکناف میں علم رشد و ہدایت بلند ہوا۔

ولادت اور حسب و نصب

حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت **1932** ء میں ہوئی آپ نے اپنا زیادہ تر وقت والدین کے ساتھ گزارا۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت صوفی نور محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہے اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام جنت بی بی ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے بالکل سامنے ہیں جو کہ انتہائی خوبصورتی سے تعمیر کروائے گئے ہیں میرے بابا حضور وہ عظیم بزرگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے ولایت کے منصب پر فائز فرما دیا تھا میرے مرشد پاک کی ایسی شخصیت ہے کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے خدا یاد آجائے ان کے چہرے نورانی ہوں گے یہ نور کے منبروں پر ہوں گے سب کو ڈر اور خوف ہوگا مگر یہ بالکل بے خوف ہونگے جب لوگ غمزدہ ہوں گے تو یہ بے غم ہوں گے مذہب اور اخلاق کے اس دورِ انحطاط میں انسان کو بالعموم اور ہر مسلمان کو بالخصوص اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ آخر وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بنا پر خدا تعالیٰ نے اولیاء کرام کو اتنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ ان کو یہ علوئے مرتبت اور اعزاز کہ وہ نور کے ممبروں پر رونق افروز ہوں گے جب لوگ غمزدہ ہوں گے تو یہ بے غم ہوں گے خدا کی جانب سے کس وجہ سے ان کو عنایت کیا گیا ہے اس کی وجہ

خود ہی خدا تعالیٰ نے آیت کریمہ میں فرمادیا الذینَ اٰمنوٗ و کانو یتقوٗ ن ٥

یعنی اولیاءِ کرام وہ ہیں جن کے دل ایمان کے نور سے منور اور جن کا ظاہر و باطن پرہیز گاری میں ڈوبا ہوا ہو

جلاسکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی الٰہی الٰہی کیا چھپا رکھا ہے اہل دل کے سینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو ید بیضا لے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت آج بھی گم کردہ راہوں کے لئے شمع ہدایت اور صراط مستقیم کے متلاشیوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتی ہے بابا حضور نے صدہا برس پیشتر شریعت و طریقت کے عین مطابق اصلاح معاشرہ کے لئے جو زریں اصول پیش کئے تھے انسانی زندگی کو جو پاکیزہ سانچہ عطا کیا تھا ہمارے فکری میلانات و رجحانات کو نیکی کی جن راہوں پر لگایا تھا۔ معاشرتی تہذیبی اور اخلاقی زندگی کو اپنی باعمل زندگی سے جو سبق دیے تھے بدعملی اور بدی سے کنارہ کشی کیلئے جو وجوہ و علل ذہن نشین کرائے تھے وہ تبلیغ و تعلیم وہ اعمال حسنہ زندگی گزارنے کے وہ اصلاحی اور اسلامی سانچے سچ پوچھیے تو آج بھی انسانی تہذیب کی بقا کی علامت اور ضمانت ہیں۔ آپ کی عملی زندگی اور افعال و کردار کا نمونہ دین و دنیا کے لئے ایسا لائحہ عمل ہے جس سے استفادہ کے بعد انسانی کردار کو ثریا کی رفعت سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے اور میرے مرشد پاک نے اپنی کاوش سے ملک کے مختلف شہروں میں علاقوں میں جا جا کر لوگوں کو خدا کی پہچان کروائی ان کو راہِ راست پر لے آئے اور سرکار کا راستہ دکھایا ان سے محبت کا سلیقہ سکھایا ان سے عقیدت کا طریقہ بتایا۔

چومتا رہا نقش پائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بس زندگی میں لذت بندگی نہ گئی (صوفی غلام مصطفیٰ صاحب)

شہنشاہ محمد نبی رضا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک 25-24 ربیع الاوّل کو بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے آج یہی عرس پاک سجادہ نشین دربار عالیہ صوفی ہدایت شاہ دامت برکاتھم العالیہ کی زیر قیادت اُسی طرح پورے جوش و خروش سے 25-24 ربیع الاوّل کو منایا جاتا ہے جس میں ملک بھر کے مریدین حاضری دیتے ہیں آستانہ عالیہ حفیظ آباد کالونی بی سی جی چوک ملتان شریف میں ہر ماہ چاند کی 10 تاریخ کی رات گیارہویں شریف منائی جاتی ہے اس میں متعدد مریدین اور خلفاء حضرات شرکت کرتے ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی   سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

وفات

حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ **25** صفر المظفر **1421** ھ بروز جمعتہ المبارک بعد نماز عصر وفات پائی۔ باباجی کو بالکل آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات کے سامنے دفن کیا گیا آج ان کے مزار پرانوار کو دیکھ کر مریدین اور زائرین دل کی پیاس بجھاتے ہیں اور اپنے دل کو دلاسہ دیتے ہیں۔

عرس مبارک

میرے مرشد پاک کی یاد میں اسی تاریخ یعنی **26-25** صفر المظفر کو آستانہ عالیہ حفیظ آباد کالونی بی سی جی چوک پر عرس مبارک پوری دھوم دھام سے منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند بھائی شرکت کرتے ہیں اور ان سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

یوں اس مردِ فقیر نے دنیاوی علم اور ''فقر'' کے علوم کا وہ اثاثہ سمیٹا جس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے جب میں نے انسان کو پیدا کیا تو ملائکہ نے عرض کی اے مالک وخالق یہ تو فتنہ وفساد پیدا کرے گا۔

تب فرمایا۔ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور پھر الم نشرح کی تفسیر کے ساتھ اس مخلوق، خالق نے منبعٔ علوم بنادیا۔ خالق سے رسالت ؐ رسالت سے امامت اور امامت سے ولایت کا سلسلہ جاری ہوا حضرت صوفی بابا حفیظ اللہ رحمتہ اللہ علیہ پیر دستگیر کے حلقہ کی غلامی کے اسیر ہوئے۔ صاحب تدبیر ہوئے روحانیت کے حفیظ نے صدا لگائی بابا حفیظ اللہ رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں سے وابستہ ہوئے خود برگزیدہ ہوئے مرشد پاک کے رنگ میں رنگ گئے وہ نظر وخبر کی آگاہی اور فقیری میں شاہی کی راہ ہے اس راہ میں الجھنا پلٹنا جھپٹنا اور آگے بڑھتے جانا ہر کسی کا ظرف نہیں اور باباجی کو چونکہ صاحب ظرف سالکوں کی پشت پناہی میسر ہے لہٰذا بے خوف وخطر بڑھے اور ایسے بڑھے کہ دنیا نے دیکھا اور پکار اُٹھے وہ ولی کامل آگیا جس کے لئے نگاہیں بے قرار تھیں۔

سارے لوگ بھلے ہیں پیار کی باتیں کرتے ہیں   اپنے اپنے رنگ میں سب سرکار کی باتیں کرتے ہیں

اور عشق محمدؐ کے پروانے، شوق جنون میں اس زلف کی مہکار کی باتیں کرتے ہیں پیر کامل نے فرمایا ہم نے وہ در دیکھا ہے جس در سے سب فیض پاتے ہیں فیض یاب ہوتے ہیں سیرابی پاتے ہیں تشنگی بجھاتے ہیں لہٰذا لکھنا ہے تو اس سرکارؐ کے در کی باتیں لکھو۔ وہ بندہ جو معبود سے جدا نہیں جس نے بشریت کی آنکھوں کے اسرار دیکھے جو آدم تھا ابن آدم ہے جہاں فرشتوں کے پر پرواز جل اٹھے۔ وہاں اس ابن آدم کی نگاہ نے روشنی دیکھی اور اسی ابن آدم کے بازوؤں میں خدائی در آئی وہ سرورِ کائنات وہ شاہ دین شاہ جہاں وہ ابن آدم وہ پسر عبداللہ وہ پسر ابراہیم وہ امام الانبیاء حسنین و فاطمہ کا بابا انسانیت، کل عالم کے لئے جو رحمت اللعالمین ہوا چاند جس کے اشارے سے دو پارہ ہوا جو بشارت و نوید عیسیٰ ہے۔ جو مشاہدہ موسیٰ ہے وہ قرآن لایا اور جب آیا تو بندگی کو ناز ہوا وہ بے شک بندہ ہے مگر جدا از معبود نہیں ہے وہ جو اول ہے وہ جو آخر ہے وہ جو شاہد کعبہ و قوسین ہے وہ امام الانبیاء وہی رحمتہ اللعالمین وہی فخر بشر اللہ، اللہ قریہ قریہ شہر شہر بستی بستی جس کے نام کی خوشبو ہے وہ بڑے در والا ہے جس کے در سے سب کچھ ملتا ہے قلندری امامت ولایت اُسی کے در سے ملتی آرہی ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہر گدا کو نوازتے آرہیں ہیں اسی سرکار کے در سے قلندری کی چوکھٹ سے غوث الاعظم کی ایماء سے ہمیں جو ملا اسی کے طفیل ملا اس کا فیض جاری ہے اور جاری رہے گا رسالت کی شمع کے پروانوں سے جلنے والو! وہ خیر البشر ہے اگر تکمیل بشریت چاہتے ہو تو اس کے در پر حاضری دو آقاء دو جہاں سرورِ کائنات سے منہ موڑنے والو جھک جاؤ اس کے سامنے سبز گنبد کی سبزی کے بغیر کسی کی کھیتی ہری بھری نہیں ہوسکتی۔ کالے دل اور بے رنگی آنکھوں والو! جھک جاؤ جھولیاں بھر لو کہ وہی معراج دین ہے جو سراپا دین ہے وہ جو شارع اسرارِ خدائی ہے۔ وہ جس نے بندوں کو ذوقِ خود آگاہی بخشا وہ آدم کا بیٹا وہ ابنِ آدم کا باپ وہ شارع حجاب مگر خود حجاب، وہ ہندسہ وہ لفظ وہ بندگی کا باب وہ انسانیت کی کتاب زندگی وہ بندہ سراپا بندگی وہ کرن وہ نور وہ سراپا تابندگی وہ قوانین ازل و ابد کا دستور، وہ بے مثال وہ عاجز وہ رحیم وہ باکمال وہ معیشت دان وہ سائنسدان، وہ سپہ سالار، وہ آدم کا فخر، وہ فکرِ از کارِ آدم، طائف کا پتھر جس کی رحمت سے مسخر وہ اویس، زید و بلال رضی اللہ عنہم کا آقا آقائے مہر دو جہاں غلامی جس کی

باعث عظمت شہنشاہاں وہ وعدہ، وہ مواعید، وہ موعود جس کے پیروکار بدر وحسنین میں جرأتوں اور جسارتوں کے ایسے نقوش مرتسم کر گئے جس پر زمانے کی وفاداریاں دل کی گہرائیوں سے قربان ہوتی رہیں گی جس کے پیروکاروں نے بربریت کے ظلم وستم آگے بڑھ کر سہے جبر کی آگ جنہیں راکھ بنانے کی بجائے کندن بنا گئی جس کے پیروکار بنواسرائیل کے پیغمبروں سے معنوی لحاظ سے زیادہ متاثر کن تھے وہ ہیں جن نے نبوت کے منبع سے ولایت علم، زہد وتقویٰ، صبر واستقلال کے ایسے سوتے جاری کئے جو جاری ہیں اور تاابد جاری رہیں گے وہ جس پر نبوت ختم ہوئی اور وہ خاتم النبین ہوئے مگر نبوت کے سائے میں امامیت کی قلندری (جو قائم رہنے کیلئے وجود میں آئی) کا سکہ ایسی ٹکسال میں ڈھالا جو ڈھلتا ہی رہا اور ہر بدلتے دور کو اسی سکہ کی احتیاج رہی اس سکہ کے بغیر روحانیت کے بازار میں خریدار کی جھولی اور دامن تہی رہے وقت کے ہزاروں شاہ آئے اور چلے گئے قصر وایوان بنے اور ڈھ گئے اور ان فقراء کے سامنے سکندر، نوشیرواں ایسے فرمانروا دست بستہ نظر آئے اور امامت کے سوتے سے روحانیت کی ایسی شاخیں پھوٹیں ایسی ندیاں جاری ہوئیں جو قادری چشتی سہروردی نقشبندی، صابری، جہانگیری اور دیگر متعدد بابرکت اسموں کے مدوجزر ہیں دنیا بھر کے محروم انسانیت کے تشنگان کی تشنگی فرو کر رہی ہیں راہِ حق کے مبلغ توحید اور راہ حق کے مفسر وشارع کی طرف واضح اشارہ کرتی ہیں اور ان ندیوں کے کنارے محبت وعقیدت کے دھارے لافانی منزلوں کا واضح سراغ دیتے ہیں بات جذبوں کی پختگی اور نظروں کی درستگی کی ہے جس نے ان میں سے کسی کا دامن تھاما راہِ راست کی طرف آیا۔ سیراب اور فیضیاب ہوا۔ اور کامیاب ہوا۔

فرمان مرشد

بس بندہ ہو جاؤ معبود سے نسبت قائم کرلو یہی بڑی بات ہے عرض کی تصوف کی باتیں، فقراء کی گھاتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں ذرا وضاحت سے فرمایئے فرمایا جو بشیر عظیم کا پیروکار اور مقلد ہوا نجات پا گیا۔

الحاج حضرت خواجہ فقیر **صوفی محمد نقیب اللہ شاہ** قادری سہروردی ابوالعلائی، نقشبندی چشتی جہانگیری

آپ رحمتہ اللہ علیہ امیر سید زید اللہ شاہ کے صاحبزادے ہیں ان کی ولادت باسعادت جنوری ۱۸۹۵ء بٹل موضع ضلع مانسہرہ میں ہوئی چونکہ ازل سے عشق کے پروانوں کا دستور نرالا رہا ہے۔ کسی سکول کالج میں تدریسی کتب کی خواندگی کی بجائے اہل نظر سے نہ صرف پشتو، فارسی، انگلش، پوٹھوہاری، پنجابی ہنکو اور ہندی میں مہارت حاصل کی، بلکہ وہ زبان بھی انہیں میسر آئی جو نگاہ کے زاویے کے ساتھ دوسروں کے دلوں میں اترتی ہے اور یہ وہ زبان ہے جس کے بولنے اور سننے والا جب چاہے لہروں و گونگوں کو خود زبان عطا کرنے کے اہل ہوتا ہے آپ کے بہت سے ممالک میں مریدین ہیں آپ نے بہت سے سکھو، بدعقیدوں کافروں کو مشرف بہ اسلام کیا حضرت صاحب فرماتے ہیں

کہ غیر مسلم کو مسلمان بنانا آسان ہے مگر مسلمان کو صحیح مسلمان بنانا انتہائی مشکل ہے۔

حکم مرشد

میرے مرشد پاک نے درج ذیل 16 قوانین کو اپنے اوپر نافذ کرنے کا حکم فرمایا آپ نے فرمایا کہ ہر مرید کو چاہئے کہ ان فرامین پر عمل پیرا ہوں۔

1- مرید کو چاہئے کہ ہر حالت میں صدق اختیار کرے۔

2- باوضو رہنا نہایت اولیٰ ہے۔

3- نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرے۔

4- نماز جمعہ قضا نہ کرے۔

5- کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کی عادت ڈالئے۔

6- صداقت کو اپنا شعار بنائے کیونکہ صدیقوں کا مرتبہ بلند ہے۔

7- تجارت یا محنت کچھ نہ کچھ کرے اس کے بعد توکل پر گامزن ہو جائے۔

8- قرآن مجید کی تلاوت باعثِ خیر و برکت ہے۔

9- محض عبادت کی غرض سے ریاضت کرے۔ کیونکہ یہ اولیائے کرام کا منصب ہے۔

10- ہر حال میں اپنے پیران عظام کی ظاہر و باطن پیروی اور احکام پر عمل کرے۔

11- بحث و مباحثہ سے پرہیز کریں۔

12- اتفاق پیدا کرنے کا بہترین طریقہ اپنے کو دوسروں سے کم تر سمجھنا ہے۔

13- کدورت سے سینہ کو صاف رکھے۔ بندگان خدا کا خود کو غلام سمجھے، مخدوم بننے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔

14- اپنے پیرو مرشد سے رابطہ مضبوط رکھے۔ جس قدر مضبوط پیر کی گرفت ہوگی اسی طرح فائدہ ہوگا۔

15- دنیا کا خیال دل میں نہ لائے کہ دنیا کیا ہے۔ بقول مولانا

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　　　نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

16- موت کا ہر وقت خیال رکھے۔

کیا کہو کیسی ہوئی مجھ پر عنایت پیر کی　　　　اپنی صورت ہی نظر آتی ہے صورت پیر کی

بندہ ناچیز کو یکتا و ہمتا کر دیا　　　　یہ توجہ یہ عطا ادنیٰ کرامت پیر کی

مرشد کا ادب

مرشد پاک کا ادب محبت کو بڑھاتا ہے مرشد کریم کی ہر شئے کا ادب ضروری ہے کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں جب تک ادب نہیں محبت کا ہونا ناممکن ہے البتہ حکم کا درجہ ادب سے بڑھ کر ہے جہاں حکم ہو وہاں ادب یہ ہے کہ حکم بجالائیں انتظار نہ کریں۔ مرشد کا صحیح ادب اور محبت ہوگی تب ہی سنت نبوی ﷺ کا کام احسن طریقے سے انجام پائے گا اور ہم ظاہری باطنی شہادت کا رتبہ پاسکیں گے کیونکہ مرنا تو ہے ہی کیوں نہ سنت نبوی ﷺ کی سربلندی کرتے ہوئے مرجائیں یہی مرنا اصل حیات ہے کیونکہ

میں مر کے وی نئیں مردا　　　　جے آقا جی تہاڈی نظر ہووے

عشق کیا ہے؟

طالبان حفیظ کیلئے محبت بھری تحریر۔

کسی مخصوص دل کو عشق کے الہام ہوتے ہیں　　　محبت معجزہ ہے معجزے کب عام ہوتے ہیں

میرے بھائیوں عشق بہت بڑے فساد کا نام ہے جو اس فساد سے نہ گھبرایا وہ کامیاب ہو گیا اگر اس فساد سے گھبرا گیا تو وہ اپنی منزل کو نہیں پا سکتا اور سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے کچھ لوگ عشق کو برا سمجھتے ہیں۔

عشق کرنا جرم نہیں اگر ہو اصول سے　　　جس طرح خدا نے کیا اپنے رسول سے

عشق کی حقیقت

اے بھٹی تتی تیرے عشق والی　　　جدا جلدی ہے تے بھاں بھاں کرے

عاشق سڑدے تڑتڑ کردے　　　کول عشق کھڑا واہ واہ کرے

"یہ فساد عشق نہیں تو کیا ہے"

کہ عشق نے ہوش مندوں کے ہوش چھین لئے عقلوں کو ماند کر دیا قرار اور چین لے لیا چین لوٹ لیا۔

اس عشق کی کیا کیا جلوہ ریزیاں بتاؤں عشق نے عقل والوں کے پاؤں اکھاڑ دیے گھنگھرو بندھوا دیئے یہ داڑھیوں والے بلکہ لمبی لمبی داڑھیوں والے صوفی عشق نے تھیا تھیا کر کے نچا دیئے تڑپا دیئے اور پھر

مکتب عشق کا دستور نرالا دیکھا　　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

آخر یہ عشق کیا ہے۔ بہت غور و خوض کیا ہوش کیا ایک ہی بات سمجھ میں آئی یہ عشق آگ ہے جو جھلساتی ہے تو فنائے فکر سے پاک کر دیتی ہے عشق وہ دروازہ ہے جس سے محبوب تک رسائی حاصل ہوتی ہے عشق وہ منزل ہے جس سے فنا ہو کر بقا ملتی ہے عشق وہ شمع ہے جو جلتی ہے تو ہزار پروانے راکھ کر دیتی ہے عشق وہ بے قراری ہے جو مچلتی ہے تو محمدؐ کو آسمانوں کی وسعتوں میں بلا لیتی ہے وہ عشق زلیخا روتی ہے تو آنکھیں کھو دیتی ہے اور یہ عشق تو وہ عشق ہے جو ناچتا ہے تو دنیا کی ہر شے کو نچا دیتا ہے۔

ولایت کی ابتدا عشق ولایت کی انتہا ہے عشق

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری ۔ مرے درویش خلافت جہانگیری تری

یہ عشق کی جلوہ ترازیاں دیکھ ۔ یہ عقل کی قلابازیاں دیکھ

اگر دیکھنا ہے تو آ دیکھ ۔ تجھے میں دکھاؤں تو آ دیکھ

جگ ہے نشانہ عشق کا ۔ گھر گھر فسانہ عشق کا

منزل ہے گہری عشق کی ۔ الگ ہے کچہری عشق کا

جنگل میں ڈیرے عشق کے ۔ عرشوں پہ پھیرے عشق کے

کیسی یہ دوڑ بھاگ ہے ۔ کچھ تپش ہے کچھ آگ ہے

کچھ صورت محبوب ہے ۔ کیا خوب ہے کیا خوب ہے

رکھتا عقل سے بیر یہ ۔ کتوں کے چومے پیر یہ

طور جلایا عشق نے ۔ قوسین بلایا عشق نے

بلھا نچایا عشق نے

عشق کے نقیبو! سن لو کچھ گھوم لو، کچھ ناچ لو، مستی میں عشق کی معراج لو، مگر یہ جان لو یہ جان لو مئے عشق کا گر جام لو۔ اسے جان لو پہچان لو۔

عقل عیار ہے سو بھیس بدلتی ہے ۔ عشق بیچارا نہ زاہد ہے نہ ملاں نہ حکیم

نہ سوؤ گے نہ جاگو گے ۔ راتوں کو اٹھ اٹھ باگو گے

یہ عشق تو اک غم ہے ۔ یہ وہ آنکھ جو پرنم ہے

اس عشق کے تو کھیل نرالے ہیں یہ ناچتا بھی ہے اور نچاتا بھی ہے۔ یہ روتا بھی ہے اور رُلاتا بھی ہے اسکے کیا کیا فتنے بتاؤں داستانیں کیا کیا سناؤں تمہیں اے طالبانِ حفیظ

اے دوست! اگر عشق کرو تو یہ جان لو اس میں

مر مر کے جینا پڑتا ہے　　　اشکوں کو بھی پینا پڑتا ہے

دنیا سے بھی بچنا پڑتا ہے　　　بن ناچن نچنا پڑتا ہے

یہ سجنوں کو باتوں تولتا ہے

الگ ہی نماز ہے عشق کی　　　الگ ہی نیاز ہے عشق کی

کبھی امرت کبھی زہریں گھولتا ہے　　　یہ منہ سے بھی کچھ نہ بولتا ہے

دے کبھی زاریاں　　　بخشے کہیں سرداریاں

کہیں جیتتا کہیں ہارتا ہے　　　کہیں بچاتا کہیں مارتا ہے

منہ چوم لے یہ دار کے　　　آگ میں چھلانگیں مار دے

کہتے ہیں۔

بے خطر خود پڑا آتشِ نمرود میں　　　عقل کے محو تماشائے لب بام ابھی

کہیں انگلیاں کٹوائیں عشق نے کہیں　　　زلیخا کو رلایا عشق نے کبھی کان پڑوائے

عشق نے کبھی سر کٹوائے عشق نے کیا حوصلہ ہے تم میں یہ بابا حفیظ کے صوفیو تھوڑا جھوم لو تھوڑا گھوم لو تھوڑا جان لو اس عشق کی رمز پہچان لو

کر حوصلہ" آ و حوصلہ۔ کرو حوصلہ

عشق کی شان مرحبا عشق ہے سنت خدا

عشق میں جو بھی مر مٹا اس کو کبھی فنا نہیں

سب سے بڑا یہ پیر ہے　　　بادشاہوں کو کرتا فقیر ہے

ایسی یہ سخت زنجیر ہے　　　جسے پڑ جائے اسے باندھ دے

ہیں سوہنی کہیں ہیر ہے　　　زلفوں کا ایسا اسیر ہے

جسے لوٹ لے اسے لوٹ لے

سب سے اونچی معراج ہے عشق اولیاء کے سر پر تاج ہے عشق
یہ عشق ہے بس عشق ہے یہ عشق ہے یہ عشق ہے

اور

یہ عشق نہیں ڈرتا موت سے بھی چاہے سولی چڑھنا پڑ جائے
تھیا تھیا کر کے یار منائیں چاہے ناچن بنا پڑ جائے
عشق حفیظ، حق حفیظ' یا حفیظ' یا حفیظ' حق حفیظ
عشق حفیظ' عشق حفیظ' عشق حفیظ'عشق حفیظ

تحریر(صوفی غلام مصطفیٰ شاہ حفیظی، حافظ اکبر القادری حفیظی)

خوشخبری

حفیظی اشاعتِ خصوصی کا اہتمام

حلقہ بگوشاں حفیظ کے برسوں سے جاری پرزور اسرار پر سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت صوفی محمد ہدایت اللہ شاہ مدظلہ العالی نے ''حفیظی اشاعت خصوصی'' کی اجازت مرحمت فرمائی تا کہ تشنگانِ تصوف حفیظ کے پیاسوں کی علمی وادبی وروحانی سیرابی کی جاسکے۔

یہ مشن کوئی معمولی مشن نہیں ہے اس کے لئے جہاں انتھک محنت انتھک کاوش اور انتھک جذبہ وجدوجہد کی ضرورت ہے وہاں آپ کے تعاون بالخصوص تحریری و مالی کی بھی اشد ضرورت ہے تا کہ اس کارخیر کو بخوبی سرانجام دیا جاسکے۔

حفیظی بھائی یہ جانتے ہیں کہ ہمارا سلسلہ برصغیر پاک و ہند میں ہدایت وتصوف کا سب سے بڑا سلسلہ ہے ہمارے پیر حضرت خواجہ خواجگان صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیران عظام میں ایک نام اور ایک مقام ہے جسے ہرکس وناکس مانتا اور جانتا ہے آج ان کے سجادہ نشین حضرت صوفی محمد ہدایت اللہ شاہ مدظلہ العالی کو اپنے ہمعصر پیرانِ کرام اور مشائخ عظام میں ایک خصوصی علمی وادبی روحانی برتری واہمیت حاصل ہے میں ہر پیر بھائی سے گزارش کرتا ہوں کہ میرے بابا حضور کی جو کرامت دیکھی یا سنی ہو براہِ کرم خوشخط لکھ کر درجہ ذیل ایڈریس پر بھیجیں اور اس رسالہ کے زیادہ سے زیادہ خریدار بنیں تا کہ مزید نشر واشاعت کا اہتمام ہوسکے۔

پتہ

صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ

سجادہ نشین صوفی ہدایت اللہ شاہ

حفیظ آباد کالونی، نزد بی سی جی چوک ملتان فون 061-6527923

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

سلطان العارفین والعاشقین ، وارث علوم السنین الفانی
الفانی فی ذات سبحانی امام اصفیاء آنخضرت
صوفی بابا حفیظ اللہ شاہ